حرفِ ناقدانہ
بجواب
اِک حرفِ ناصحانہ
مولانا
منظور احمد
چنیوٹی

قادیانیوں نے ایک پمفلٹ "اک حرف ناصحانہ" کے نام سے چھپوا کر راتوں رات لاکھوں کی تعداد میں پورے ملک میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں اپنے آپ کو بڑا مظلوم ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو کئی طرح سے مغالطے دینے کی کوشش کی گئی ہے اور بڑی جرات و جسارت سے آئینی ترمیم کے خلاف اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کیا ہے اور اسلام کی وہ مقدس اصطلاحات جو ۱۰ ستمبر ۱۹۸۰ء کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ممنوع ہو چکی ہیں ان کو نہ صرف استعمال کر کے قانون شکنی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ ان پر اصرار بھی کیا ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

اس پمفلٹ سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور ان میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ جگہ جگہ ان کے خلاف احتجاج ہوا۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کی قانون شکنی اور آئین سے بغاوت کا فوری نوٹس لے۔ امید ہے کہ حکومت اسے ضبط کر کے فوری طور پر ان کے خلاف قانونی کاروائی کرے گی۔

ان کے دجل و فریب کا پرچار کرنے کے لیے یہ چند سطور "حرف ناقدانہ" کے نام سے اس "اک حرف ناصحانہ" کا مختصر جواب ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں پر اصل حقیقت واضح ہو جائے۔ مرزائیوں کے اس پمفلٹ کا مقصد اور لب لباب یہ ہے کہ علماء اسلام نے اپنے جائز مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کی عبادت گاہوں کو گرا دینے کا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جو فیصلہ کیا ہے اس کے خلاف واویلا مچا کر مسلمانوں کی غیرت کو سلانے کی کوشش کی جائے اور علما کا ساتھ دینے سے باز رکھا جائے۔

"اک حرف ناصحانہ" جس کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے سید عبدالحئ صاحب نے شائع کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ان کے مرکز سے شائع ہوا ہے اور مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تو یہ پمفلٹ ان کی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی طرف سے ہے اور اس کے تمام مندرجات کا وہی ذمہ دار ہے۔۔۔ حکومت پاکستان جو آئے دن مرزائیوں کے متعلق مختلف بیانات دے رہی ہے اس کی طرف سے اس پمفلٹ کو اب تک ضبط نہ کرنا اور اس کے ذمہ داروں کو قانون کے شکنجے میں نہ کسنا

بد ترین قسم کی ڈھٹائی ہے جس کے لیے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جاسکتی۔

ص ۳ پیش لفظ کی ابتدا:

"یہ ایک حیران کن توارد ہے کہ وطن عزیز پاکستان کو جب بھی سیاسی عدم استحکام اور اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہوتا ہے تو ایک مخصوص طبقہ علما جو زیادہ تر جمیعت علماء پاکستان (پاکستان نہیں "اسلام" (ناقل)) احراری گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ ملک کی توجہ اصل اور حقیقی خطرات سے ہٹا کر جماعت احمدیہ کی طرف منعطف کرنے کی بھرپور کوشش شروع کردیتا ہے" اور ص ۵ پر ہے:

"احمدیوں کو قوم، وطن اور اسلام کا غدار قرار دیا جارہا ہے"

ج: وطن عزیز کو جب بھی اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہو تو ہر محب وطن کا فرض ہے کہ حکومت کو ان خطرناک دشمنوں سے خبردار کرے جو ملک وملت کے غدار ہوں۔

"قادیانی جماعت ملک اور اسلام دونوں کی غدار ہے" (علامہ اقبالؒ)

ان کی ملک دشمنی اسلام دشمنی سے بھی زیادہ واضح ہے۔ اسلام کے بد ترین دشمن اسرائیل سے ان کے مراسم و روابط ڈھکے چھپے نہیں۔ پاکستان کے بد ترین دشمن انڈیا کے یہ سب سے بڑے جاسوس ہیں۔ پاکستان کی نسبت ان کی تمام تر عقیدت و محبت انڈیا کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس میں ان کے "نبی" غلام احمد قادیانی کا مولد و مدفن قادیان میں موجود ہے جو ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ سے زیادہ متبرک اور مقدس ہے۔ پھر مرزا بشیرالدین محمود کی پیشگوئی "اکھنڈ ہندوستان" اور یہ کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد اکھنڈ ہندوستان بنے۔ (الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

تمام قادیانی اپنے امام کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کو انہوں نے اپنا ملک ہی نہیں تسلیم کیا۔ اسی لیے تو ربوہ کے قبرستان میں اپنی نعشیں بطور امانت دفن کراتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بننے پر ان کو قادیان منتقل کردیا جائے گا۔ "بہشتی مقبرہ ربوہ" میں مرزا بشیرالدین محمود کی یہ وصیت آج بھی لکھی

ہوئی موجود ہے۔ کیا کسی اور پاکستانی کی بھی ایسی وصیت ہے کہ ہمیں ہندوستان لے جا کر دفن کیا جائے؟ اس لیے ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وطن عزیز کو جب خطرات کا سامنا ہو تو ان مار آستین لوگوں سے حکومت کو خبردار کرے۔ اس میں احراری علما کو اگرچہ اولیت کا شرف حاصل ہے لیکن علماء کی مجلس عمل میں ہر مکتب فکر کے علما شامل ہوتے ہیں۔ پوری قوم' ملک و ملت کے ان غداروں کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔

ص ۵'۶ پر تحریر کرتے ہیں:

"احمدیوں کے خلاف کھلم کھلا قتل و غارت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ ان کے اموال لوٹنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ان کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی کو سلب کرنے کے مشورے دیے جا رہے ہیں"

ج: یہ جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔ صرف حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانی اگر پاکستان کے باشندے ہیں تو ان سے آئین پاکستان کی پابندی کرائیں۔ یہ آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ اگر ۳۰ اپریل تک مجلس عمل کے جائز مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو سنت نبویؐ کے مطابق ان غیر مسلموں (مرزائیوں) کی عبادت گاہیں جو مسجدوں کے نام سے دھوکہ کا سبب بنتی ہیں وہ مسمار کر دی جائیں گی۔ قتل و غارت کی نہ ترغیب ہے اور نہ ہی کوئی پروگرام۔

ص ۷'۸ پر ہے:

"اسلام شرف انسانیت اور آزادی ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام آزادی ضمیر' حریت فکر اور مذہبی رواداری کا اس شدت سے داعی ہے کہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ پس زیر نظر مطالب اسلام کے نام پر پیش کرنا یقیناً اسلام کی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے"۔

ج: بلاشبہ اسلام آزادی ضمیر اور حریت فکر کا داعی ہے۔ کسی غیر مسلم کو جبر و

اکراہ کے کے ذریعے زبردستی اسلام میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لا اکراہ فی الدین اسے اپنے مذہب کے مطابق اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں مکمل آزادی ہے۔ لیکن جو شخص اپنی پسند اور خوشی سے اسلام قبول کرے گا یا اسلام کا دعویٰ کا کرے گا اسے اسلام کے تمام نظریات و عقائد اور احکام کی پوری پوری پابندی کرنا پڑے گی۔ وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی من مانی نہیں کر سکتا۔ چوری کرے گا تو ہاتھ کٹیں گے' زنا کرے گا تو سنگسار ہو گا۔ آزادی ضمیر کی بنا پر کسی کو حلال یا حلال کو حرام سمجھے گا۔ مثلاً آزادی ضمیر کی بنا پر ماں' بہن یا بیٹی سے نکاح کو حلال سمجھے گا تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیں گے۔

ضروریات دین اور اسلامی عقائد میں سے کسی کا انکار کرے گا تو مرتد ہو جائے گا' اور واجب القتل ہو گا۔ آزادی ضمیر کا مطلب آپ نے کہاں سے لے لیا کہ اسلام کا دعویدار جو چاہے کرتا پھرے اس کو کچھ نہ کہا جائے اس سے اسلامی احکام کی پابندی کرائی جائے گی۔ خلاف ورزی کی صورت میں اس کے مطابق سزا ملے گی۔ اگر آزادی ضمیر کا مطلب آپ یہی لیتے ہیں تو آزادی ضمیر کے علم بردار پیغمبر اسلام رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے رحیم و کریم نرم خو خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلیمہ کذاب اور اس کے بائیس ہزار متبعین کو قتل کیوں کیا؟

پھر آزادی ضمیر کے اسی علمبردار پیغمبرؐ نے منافقوں کی مسجد ضرار کو آگ لگا کر کیوں مسمار کرایا؟ اس مسجد کا نام ضرار خود اللہ تعالیٰ نے رکھا (سورہ توبہ) اور نبی کریم علیہ السلام نے تفریق بین المسلمین اور کفر و نفاق کے اس اڈے کو نیست و نابود کر دیا۔ حالانکہ وہ بھی مرزائیوں کی طرح کلمہ شہادت پڑھتے تھے' نمازیں ادا کرتے تھے اور مسلمان ہونے کے مدعی تھے۔ علماء اسلام کا مطالبہ اسلام کی تعلیم و سنت نبوی کے عین مطابق ہیں۔

ص ۸ پر چند سوال ہیں:

س: احمدی اگر غیر مسلم ہیں تو پھر احمدی کا مذہب آخر کیا ہے؟ (ب) احمدی کا

مذہب جمہوری اکثریت تجویز کرے گی یا احمدی کو خود اپنے مذہب کی تعیین کا حق ہے؟
(ج) اگر احمدی کا مذہب کسی غیر احمدی جمہوری اکثریت نے تجویز کرنا ہے تو کیا احمدی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس مجوزہ مذہب کو تسلیم کرنے سے انکار کردے؟

ج: (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کذاب کو نبی ماننے والے غیر مسلم مرتد ہوتے ہیں۔ "احمدی" کوئی مذہب نہیں یہ مرتدوں اور باغیوں کا ایک گروہ ہے جب تک سچی توبہ نہ کریں اس وقت تک کسی اسلامی ملک میں رہنے کے مستحق نہیں ہیں، ہم آپ کے مذہب کا نام ہرگز ہرگز تجویز نہیں کرتے ہمارا تو بس اتنا مطالبہ ہے کہ آپ اپنے مذہب کا نام اسلام نہیں رکھ سکتے۔ یہ ہمارے مذہب کا نام ہے جس طرح یہودی یا عیسائی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے اسی طرح آپ بھی مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اپنے مذہب کا نام اسلام کے علاوہ جو چاہے رکھ لیجئے۔ قادیانی صرف پاکستان کی موجودہ جمہوری اکثریت کے نزدیک ہی کافر نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ اتفاق و اجماع سے ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے اور حکومت پاکستان علماء اسلام کے فیصلہ کے مطابق انہیں آئینی اور قانونی طور پر کافر قرار دے چکی ہے۔ اب اسی فیصلہ سے انکار ملکی آئین کی صریحا بغاوت ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے۔

ص ۱۱

آئین پاکستان کی آرٹیکل نمبر ۲۰ کو شامل کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل کی رو سے ہر پاکستان شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی عقیدہ اور مذہب رکھے اس کا برملا اظہار کرے اور اس کی تبلیغ کرے۔

ج: بلاشبہ اس آرٹیکل کی رو سے ہر مذہب والے کو آزادی ہے لیکن آئین نے جو اس کا مذہب متعین کیا ہے اسی کے مطابق اسے آزادی ہوگی۔ آپ آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم کافر ہیں۔ آپ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کر سکتے۔

مسلمانوں والی اصطلاحات اور اسلامی شعائر بھی استعمال نہیں کر سکتے ورنہ تو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ مسلمان اپنے حقوق کا یہ استحصال اور شعائر اسلام کی یہ بے حرمتی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے اور یہ ملکی آئین سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

ہندو' عیسائی' پارسی ان تینوں کے عقائد بلاشبہ اسلام کے خلاف ہیں لیکن وہ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتے اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے کسی قسم کے دھوکے اور تلبیس کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے آئینی مذہب کے مطابق ہر قسم کی آزادی ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات پسند ہوں تو وہ بے شک ان پر عمل کریں لیکن جب تک وہ اسلام میں پورے پورے داخل نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کو بعض اسلامی اعمال اختیار کرنے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔

ص ۲۲

"خواہ آپ کسی کو مسلم کہیں یا غیر مسلم' کافر یا غیر کافر۔ قرآن کریم پر ایمان لانے سے تو آپ کسی قیمت پر اسے روک نہیں سکتے۔ خود قرآن کریم یہ حق اسے دیتا ہے جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے"۔

ج : ہم تو ساری دنیا کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں کس کو کون روک سکتا ہے۔ ہاں اگر روکتے ہیں تو اس سے کہ قرآن پاک کی من مانی تحریف کی جائے۔ جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے اس کو اس کے معانی و مفہوم وہی لینے ہوں گے جس پر چودہ سو سال سے امت متفق چلی آتی ہے۔ "اسے خاتم النبیین کا معنی "نبوت جاری ہے" اور مرزا غلام احمد حضورؐ کے بعد نبی ہے۔ رفع اور حیات مسیحؑ کا یہ معنی کہ وہ فوت ہو کر کشمیر میں دفن ہو چکے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم جو بغیر باپ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ اس کا معنی کہ ان کا باپ یوسف نجار تھا اور العیاذ باللہ مائی مریم علیہا السلام کی منگنی یوسف نجار سے ہوئی تھی اور قبل از نکاح وہ منگنی کے دوران حاملہ ہو گئی تھیں۔ ان تحریفات و کفریات کی کسی کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ص ۲۳

اسلامی شعائر اگر غیر بھی اپنائیں تو کسی مسلمان کی دل آزاری نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک مذہب کے شعائر دوسرے مذہب والوں کے اپنانے سے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکنے کا احتمال ہو تو سب سے پہلے اس قسم کا مطالبہ یہودی پیش کرتے جو مسلمانوں کے دل و جان سے دشمن ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ختنہ کرانا' حلال گوشت کھانا' داڑھی رکھنا' یہودی مذہب کے شعائر تھے اور ہیں جنہیں مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے کیا اسی قسم کا مطالبہ یہودی نہیں کر سکتے؟

تیری "مدحیہ عقل رائی و انجم بلیہ گرکیلاتہ ہو"..... افسوس قادیانیوں کے علم و دانش پر کہ مرزا قادیانی مراقی نبی کی محبت میں اس قدر مغلوب ہیں کہ نہ تو وہ "شعائر" کو جانتے ہیں کہ شعائر کسے کہتے ہیں اور نہ یہ کہ ختنہ کرانا' حلال گوشت کھانا' داڑھی رکھنا' یہودی مذہب کے شعائر میں نہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنتوں میں سے ہیں جن پر ابراہیم علیہ السلام کے تمام ماننے والے عمل پیرا ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل مشرکین مکہ جو اپنے آپ کو مذہب ابراہیمؑ پر کہتے تھے۔ ان سنتوں پر وہ بھی عمل کرتے تھے۔ یہ یہودی مذہب کے مختص شعائر میں سے نہیں۔

شعار و شعائر جو کسی قوم یا مذہب کے مختص علامات ہوتے ہیں جیسے عیسائیوں کی صلیب' گرجا ان کا مذہبی شعار ہے۔ ہندوؤں کے مندر' ان کے سر پر چوٹی' سکھوں کے گوردوارے' کیس' کڑا وغیرہ۔ بہرحال اسلام اپنے مختص شعائر کے استعمال کی غیر مسلموں کو اجازت نہیں دیتا تاکہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز قائم رہے۔ آخر میں "حرف ناصحانہ" کے مولف نے اسلام کی بعض خاص اصطلاحات کو اپنے لیے استعمال کرنے کے جواز میں بزعم خود چند دلائل پیش کیے ہیں۔ جن میں اپنی روایتی' بددیانتی اور تلبیس سے پورا پورا کام لیا ہے۔

ص ۲۴: نبی اور رسول

"نبی اور رسول کی اصطلاحات عیسائی عام استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ مسلمان ہیں اور نہ اسلام کو سچا مذہب تصور کرتے ہیں لیکن احمدی تو قرآن و سنت کے سوا کسی اور شریعت پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

الجواب

عیسائی غیر مسلم اور باطل پر ہونے کے باوجود نبی اور رسول کا استعمال اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں اور رسولوں پر کرتے ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ' حضرت یحییٰ' حضرت زکریا' حضرت شعیب' حضرت صالح' حضرت ہود' حضرت اسماعیل' حضرت اسحٰق اور حضرت ابراہیم علیہم السلام۔

لیکن تم حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق کذاب' دجال' کافر' مرتد اور واجب القتل ہے اس پر نبی و رسول کا پاکیزہ و مقدس لفظ استعمال کر کے توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہو۔ عیسائیوں میں اور تم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نہ سچوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو حقیقتاً نبی اور رسول ہیں تم ایک کذاب و دجال کے لیے استعمال کرتے ہو۔

ص ۲۴ علیہ السلام

علیہ السلام ایک دعا ہے اور یہ کہنا کہ یہ صرف انبیاء کرام کے لیے ہی مخصوص ہے اس لیے درست نہیں کہ نماز کے اندر بے عمل مسلمان التحیات میں بیٹھ کر السلام علیک ایہا النبی..... السلام علینا پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی کتب میں غیر انبیاء پر علیہ اسلام کہا گیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عزیزیہ وغیرہ۔

الجواب

غیر انبیاء پر "علیہ السلام" کے استعمال میں اگرچہ سلف میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات غائب کے صیغہ کے ساتھ غیر انبیاء پر بھی جائز سمجھتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں۔ لیکن "علیہ الصلو والسلام" یہ دونوں لفظ اصالتاً صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ کے تابع ہو کر تو کسی پر بولا جا سکتا ہے جیسے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لیکن غیر نبی پر مستقلاً" یہ دونوں لفظ استعمال نہیں ہو سکتے۔ جیساکہ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۶ پر اس کی تصریح کر دی ہے۔

آپ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے "علیہ الصلو والسلام" دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جیساکہ پیر سراج الحق نعمانی مرزا قادیانی کے مرید نے اپنی کتاب تذکر المہدی کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے نام کے ساتھ "صلو والسلام" دونوں لفظ کہیں کیوں وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں کہاں "علیہ السلام" کا کسی ایک مسلمان بزرگ پر بولا جانا اور کہاں ایک کذاب و دجال، مرتد جو شرعاً واجب القتل ہو اس پر "علیہ الصلو والسلام" کی مقدس اصطلاح جو صرف اور صرف حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بولی جا سکتی ہے اس کا استعمال کرنا۔ ع

"ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا"

اگر علیہ السلام محض دعا ہے اور ہر ایک پر بولا جا سکتا ہے تو آپ بھی علیہ السلام مرزا قادیانی کے علاوہ بشیرالدین محمود، مرزا ناصر یا مرزا طاہر یا سر ظفراللہ وغیرہ کسی کے نام کے ساتھ کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ محض دعا ہے اور نبی کے ساتھ خاص نہیں تو آپ غلام احمد قادیانی کے علاوہ اس کا استعمال کیوں نہیں کرتے۔

ص ۲۵ صحابی

"لفظ صحابی کا جہاں تک تعلق ہے یہ لفظ صحابی یا اصحاب بلاشبہ ان خوش بخت بزرگان کے متعلق بھی بولا جاتا ہے جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت صحبت پائی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لفظ صرف اس معنی تک محدود ہے۔ آں

حضرت نے "عیسیٰ نبی اللہ و اصحابہ" کہا۔ قرآن پاک نے اصحاب الکہف' اصحاب الفیل' اصحاب الیمین' اصحاب الشمال بہت سے مقامات پر اضافت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ صحابی یا اصحاب کے لفظ کا ہکلی مفہوم اپنے مضاف الیہ کے ساتھ ہی مل کر ادا ہوتا ہے۔ احمدی چونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی آمد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھیوں کے لیے صحابہ کا لفظ استعمال کرنا اسلامی تعلیمات اور احمدیہ عقیدے کے مطابق ان کے لیے لازمی ہے اور انہیں ہرگز اپنے عقیدے کے خلاف عمل پر مجبور نہیں کیا جا سکتا"۔

ج: لفظ صحابی اور صحابی کی تحقیق

اصحاب اور صحابہ یہ دونوں صاحب کی جمع ہیں۔ صاحب ساتھ کو کہتے ہیں لیکن صحابہ صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لیے خاص ہو گیا ہے۔ جنہوں نے آپ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور اسی حالت میں وفات پائی وہ صحابہ کہلاتے ہیں۔

صحابی: اس کا واحد ہے جو صحابہ کی طرف منسوب ہے----- اور یہ لفظ ہر کسی کے ساتھی پر نہیں بولا جاتا۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی پر بولا جاتا ہے اور کسی کے ساتھی کو صحابی نہیں کہا جا سکتا۔ حتیٰ کہ صحابی کے ساتھی کے لیے مخصوص اصطلاح "تابعی" کی ہے۔

صحابہ کے وصفی معنی پر علمیت غالب آ چکی ہے۔ اب یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء کے لیے بطور علم اور نام بولا جاتا ہے جو اور کسی پر استعمال نہیں ہو سکتا۔

اصحاب کا لفظ عام ہے۔ اس کا معنی اپنے مضاف الیہ سے متعین ہو گا جیسا کہ قرآن و حدیث کے استعمال سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے۔ اصحاب الجنۃ بھی ہیں اور اصحاب النار بھی' اصحاب الرسول بھی ہیں اور اصحاب الاخدود بھی اور اصحاب الشیاطین بھی ہیں جیسے اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان۔

"حرف ناصحانہ" کا مولف دیدہ دانستہ تلبیس سے کام لیتے ہوئے صحابی یا اصحاب

لکھ کر دونوں کو ہم معنی بتا کر دجل سے کام لیتا ہے کہ صحابی یا اصحاب کے لفظ کے ہکلی مفہوم اپنے مضاف الیہ کے ساتھ ہی مل کر ادا ہوتا ہے۔ صحابی اور صحابہ کا ہکلی مفہوم ملائے کے بغیر ہی ادا ہو جاتا ہے ان کے لیے مضاف الیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یوں فرمایا۔ ایک صحابی جا رہے تھے انہوں نے یوں فرمایا۔ البتہ صاحب اور اصحاب کا مفہوم بغیر مضاف الیہ متعین نہیں ہوتا۔ کہنا پڑے گا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا۔ صحابی اور صحابہ کا لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "ان خوش بخت ساتھیوں پر بھی نہیں" بلکہ ان ہی پر بولا جائے گا۔ جنہوں حالت ایمان میں آپ کی صحبت پائی۔ اہل لغت کے مطابق تصریح کی ہے دیکھئے لغت کی مشہور کتاب "المنجد" ص ۵۵۷۔

الصحابہ----- وہ بزرگ حضرات جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار اور آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان لائے اور پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا۔

الصحابی----- صحابہ کی طرف منسوب ایک صحابی۔

الصحابہ۔ بالفتح۔ اصحاب النبی وقد غلبت علیھم حتی صارت کالعلم لھم۔

زبر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو کہتے ہیں۔ ان پر وصفی نام غالب آ چکا ہے۔ اب یہ نبیؐ کے ساتھیوں کا علم یعنی نام بن چکا ہے۔

الصحابی : منسوب الی الصحابہ مصدرا و جمعا وانما نسب الیہ وھو جمع لانہ صار کالعلم وعند المسلمین من راٰی بنیھم وطالت صحبتہ معہ والم یروعنہ وقیل وانما لم تطل صحبتہ

اقرب الموارد ص نمبر ۶۳۴

یعنی لفظ صحابی لفظ صحابہ کی طرف منسوب ہے جو مصدر راجع ہے اور یہ نسبت اس لیے کی گئی ہے کہ یہ علم بن چکا ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا

نام) اور مسلمانوں کے نزدیک صحابی اسے کہتے ہیں جس نے ان کے نبی کو دیکھا ہو اور آپ کے ساتھ لمبا عرصہ رہا ہو۔ اگرچہ آپ سے کوئی روایت نہ کی ہو اور بعض نے کہا ہے کہ لمبی صحبت کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

بہرحال یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ صحابی نبی کے ساتھی اور تابعی صحابی کے ساتھی کو کہا جاتا ہے۔ آپ لوگ خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابہ اور صحابی اور پھر ان کے ساتھیوں کو تابعی کہتے ہیں۔ مرزا بشیرالدین اور مرزا ناصر کے ساتھیوں کو صحابی نہیں کہتے بلکہ تابعی کہتے ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ صحابی نبی کا ساتھی ہوتا ہے۔ ہر کسی کے ساتھ کو صحابی اور صحابہ نہیں کہا جا سکتا۔ اصحاب ہر ایک ہو سکتے ہیں۔

ص ۲۶

ام المومنین

"اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس لفظ کا استعمال دیگر بزرگ خواتین کے لیے بھی اسلامی لٹریچر سے ثابت ہے"۔

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے امہات المومنین کی اصطلاح قرآن کریم کی نص قطعی ہے اور یہ لفظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے علاوہ کسی دیگر خاتون پر نہیں بولا جا سکتا۔ اگر کہیں کسی نے استعمال کیا ہے تو وہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بالاتفاق افضل امت ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین ہیں۔ ان کی بیوی کو امت میں کسی نے ام المومنین نہیں کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمہ الزہرا جو حسنؓ و حسینؓ کی اماں ہے۔ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں انہیں کسی نے ام المومنین کا خطاب نہیں دیا تو حضرات پیران پیر کی والدہ یا کسی کی خادمہ کے لیے ام المومنین کہنا کہاں صحیح ہوگا؟ اگر نبی کی بیوی کے علاوہ بھی کسی اور کو ام المومنین کہنا جائز ہوتا تو قادیانی بھی حکیم نورالدین مرزا

قادیانی کے پہلے جانشین یا مرزا بشیرالدین مرزا کے بیٹے یا کسی اور قادیانی کی بیوی یا بیٹی کو ام المومنین کا خطاب دیتے۔ حالانکہ قادیانی بھی صرف مرزا قادیانی کی بیوی ہی کو ام المومنین کہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو وہ نبی مانتے ہیں۔ نبی امت کا روحانی باپ اور نبی کی بیوی امت کی روحانی ماں ہوتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ام المومنین نبی کی بیوی ہی کو کہا جاسکتا ہے کسی اور عورت کو نہیں۔

حرف ناصحانہ کے مولف نے "گل دستہ کرامات" ترجمہ "تذکرہ غوثیہ" کا حوالہ دیا ہے۔ گل دستہ کرامات ہمیں دستیاب نہیں ہوئی تاکہ قادیانی دیانت کا پتہ چلایا جاتا البتہ "تذکرہ غوثیہ" میں تلاش کے باوجود ہمیں حوالہ نہیں ملا۔ کتاب سیرالاولیا' مصنفہ حضرت محمد بن مبارک کرمانی میں خواجہ فرید الدین شکر گنج سے اپنے خلیفہ جمال الدین ہانسوی کی خادمہ کے لیے "ام المومنین" کا خطاب نہیں ہے۔ البتہ اس میں "مادر مومنین" کا لفظ آیا ہے۔ جس کا اک "حرف ناصحانہ" کے مولف نے بڑی چالاکی سے اپنے پاس سے "ام المومنین" ترجمہ کیا ہے۔

"ام المومنین" ایک خاص اصطلاحی لقب ہے۔ بھلا آپ اردو عبارت میں مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے مومنین کی ماں کیوں نہیں لکھتے۔ "ام المومنین" عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ اسی طرح "مادر ملت" اور ام المومنین میں بھی یہی فرق ہے۔ پھر مرزا قادیانی کافر اور مرتد ہے۔ اس کے تمام متبعین قانوناً اور شرعاً کافر اور مرتد ہیں۔ اس کی بیوی ام المومنین کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ تو ام الکافرین یا ام المرتدین یا ام المرزائین کہلا سکتی ہے۔

جب آپ مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے "ام المومنین" کا خطاب استعمال کریں گے تو وہ تمام مومنین کہلانے والوں کی ماں سمجھی جائے گی۔ یہ عجیب منطق ہے کہ اس سے مراد صرف مرزائی ہیں۔ اس کا تو صاف معنی یہ ہے' مرزائی اپنے علاوہ کسی کو مومن تسلیم نہیں کرتے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے نزدیک تو مومن اور مسلم صرف وہ ہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان لائے باقی تمام مسلمان خواہ انہوں نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

دیکھو تذکرہ ص ۳۴۲' آئینہ صداقت' ص ۳۵

ص ۲۷

مسجد و اذان

"مسجد و اذان کا لفظ صرف مسلمانوں کے لیے مختص نہیں۔ خود خدا تعالیٰ نے عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام دیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک غیر مسلم لڑکے (ابو محذورہ) سے اذان دلوائی۔ جس کا ذکر حدیث کی کتاب ابو داؤد میں ہے"۔

الجواب

مسجد و اذان یہ اسلام کے شعائر میں سے ہیں اور کسی غیر مسلم کے لیے قطعاً جائز نہیں۔ قرآن کریم نے عیسائی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہا۔ قرآن مجید عبادت گاہوں کے لیے چار الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) صوامع (۲) بیع (۳) صلوات (۴) مساجد

۱۔ صوامع: عیسائی راہبوں کے خلوت خانے۔
۲۔ بیع: عیسائیوں کی عبادت گاہیں۔ (گرجے)
۳۔ صلوات: یہودیوں کی عبادت گاہیں۔
۴۔ مساجد: مسلمانوں کی عبادت گاہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر جلد ۳ ص ۲۲۶ پر اس کی تصریح کی ہے اور لکھا ہے اما المساجد فھی للمسلمین یعنی مساجد صرف مسلمانوں کے لیے خاص ہیں۔

سورہ توبہ گیارھویں پارے میں مسجد ضرار کے واقعہ سے قادیانیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیں۔ یہ واقعہ اس جھگڑے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانیوں کی طرح کلمہ پڑھنے والے منافقین نے قبا میں ایک مسجد تعمیر کی تھی لیکن شریعت اسلامیہ

نے اسے مسجد تسلیم نہیں کیا اور نہ اسے باقی رہنے دیا بلکہ حضور تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ لگوائی اور اسے مسمار کرا کر اس کا نام و نشان مٹا دیا۔ تاکہ کسی مسلمان کو منافقین اور کفار کی بنائی ہوئی اس مسجد سے دھوکہ نہ ہو۔ رہا اذان کا مسئلہ تو اذان بھی اسلامی شعار ہے۔ کوئی کافر مسلمانوں کی اذان اپنے مذہبی شعار کے طور پر ادا نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ موذن نے اذان دی۔ ابو محذورہؓ اس وقت بچے تھے۔ وہ بچوں کے ساتھ موذن کی نقل اتارنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بچوں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اونچی آواز کس کی تھی۔ بچوں نے ابو محذورہؓ کی طرف اشارہ کیا۔ آپؐ نے اسے محبت سے بلایا۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور اس سے خود اذان کہلائی۔ جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو آواز آہستہ نکالی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اونچی آواز سے شہادت کہلوایا۔ (اسی لیے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کے بعد جب مکہ مکرمہ میں موذن مقرر کیا گیا تو وہ اپنی اذان میں کلمہ شہادت اسی طرح تکرار سے کہا کرتے تھے)۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو چاندی کی تھیلی بھی دی۔ ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جو مخالفانہ جذبہ ان کے دل میں موجود تھا' وہ محبت میں بدل گیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کم سن بچہ کو اسی خصوصیت کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا موذن مقرر فرما دیا۔ اس واقعہ سے کفار کے لیے اذان دینے کا جواز تلاش کرنا یہ قادیانیوں کی عقل و دانش ہی کو زیبا ہے۔

تاریخ اسلام کا صرف یہ ایک واقعہ ہے جس سے "اک حرف ناصحانہ" کے مولف نے کافر سے اذان دینے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ قارئین کرام قادیانیوں کی بے بسی ملاحظہ فرمائیں۔

کہتے ہیں: "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" پر یہ تو تنکے کا سہارا بھی ثابت نہ ہوا۔ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ تو اذان سیکھنے کے بعد اسی وقت مسلمان ہو گئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر لی۔ آپ بھی خود کو کافر تسلیم کریں' پھر سچے دل سے توبہ کریں' مرزا

غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجیں۔ اس کے کذاب' دجال کافر اور مرتد ہونے کا اعلان کریں تو پھر بے شک اذانیں دیں' مسجدیں بنائیں' آپ ہمارے بھی بھائی ہوں گے۔ اگر آپ مرزا قادیانی دجال' کذاب کو مسیح موعود اور سچا نبی بھی سمجھتے رہیں اور پھر کہیں کہ ہمیں اسلامی اصطلاحات اور شعائر کے استعمال کرنے کی اجازت بھی ہو-----ع

این خیال است و محال است و جنوں

اسلامی اصطلاحات کا استعمال تو کجا اسلام تو آپ جیسے مرتدوں اور باغیوں کے وجود کو ہی اسلامی ملک میں برداشت نہیں کرتا اور دنیا میں کوئی حکومت بھی اپنے ملک میں باغی کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اسلامی مملکت میں بھی اسلام کے باغی (مرتد) کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

پیکر عفو و درگزر رحمت دو عالم آزادی ضمیر کے سب سے بڑے علم بردار پیغمبر محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ جو رحماء بینھم کے بنیادی مصداق اور حلم و بردباری کے مجسم تھے۔ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے متبعین سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی روشنی میں جو عمل کیا تھا۔ جب تک آپ لوگ توبہ نہ کریں اسی سلوک کے مستحق ہیں اور یہی علماء اسلام کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ سنت صدیقی جس پر تمام صحابہ کرام کا پہلا اجماع ہوا ہے اسی پر عمل کریں۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے متبعین بھی مسلمانوں والی اذانیں دیتے تھے یہی کلمہ اور یہی قرآن پڑھتے تھے۔ تمہاری طرح مساجد میں نمازیں قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے انہیں کسی چیز کی اجازت نہیں بلکہ حکم دیا کہ ان کو قتل کرو ان کے باغات کو اجاڑ دو۔ ان کے گھروں کو مسمار کر دو۔ چنانچہ آپ جیسے بائیس ہزار ۲۲۰۰۰ کلمہ اور نمازیں پڑھنے والے مرتدین جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان بھی رکھتے تھے ان کو قتل کیا گیا اور اس معرکہ میں بارہ صد صحابہ کرام جن میں بہت اونچی شان اور بڑے مرتبہ والے بدری صحابہ کرام بھی تھے اور سات صد کے قریب قرآن کریم کے حفاظ اور قاری تھے شہید ہو گئے۔ اگر آپ لوگوں کو مسجدیں بنانے' اذانیں دینے' نمازیں پڑھنے پر اصرار ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن مرزا قادیانی کی تکذیب اور قادیانیت سے سچی توبہ کرنے کے بعد۔ یہ

نہیں ہو سکتا کہ آپ پاکستان میں رہتے ہوئے جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قادیانی غیر مسلم ہیں آپ اپنے آپ کو غیر مسلم بھی تسلیم نہ کریں۔

دیکھیں ص ۲۹ (حرف ناصحانہ)

اور اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو جہنمی' کافر اور کنجریوں کی اولاد بھی ٹھہراتے رہیں اور صرف مرزا قادیانی کے متبعین ہی کو مسلمان سمجھیں---- پھر آپ کو اسلامی اصطلاحات اور شعائر کی اس ملک میں اجازت بھی مل جائے۔ آخر خود ہی سوچئے کہ مسلمان بھی مسجد بنائے اور بالکل اسی شکل و صورت میں ایک غیر مسلم بھی مسجد بنائے۔ مسلمان بھی اس مسجد میں اذان دے اور وہ غیر مسلم بھی اپنی مسجد میں بالکل ویسے ہی اذان دے۔ مسلمان امام اپنی مسجد میں نماز پڑھائے اور وہ غیر مسلم بھی بالکل اسی طرح محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو حق اور باطل' کفر اور اسلام---- اصل اور نقل میں کیا فرق رہے گا۔ ایک اجنبی اور ناواقف دھوکے سے کیسے بچ سکے گا۔ اب فریقین کے نزدیک دونوں جماعتوں میں ایک مسلمان ہے ایک کافر ہے۔ نہ دونوں مسلمان ہیں نہ دونوں کافر۔ ایک اصلی مسلمان ہوں گے ان کی ہر چیز نقلی و جعلی ہوگی وہ دراصل غیر مسلم کافر ہوں گے انہوں نے دھوکہ دینے کے لیے مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ رکھا ہوگا کسی ملک میں صدر مملکت تو کجا ایک جعلی تحصیلدار یا پٹواری' ایک جعلی تھانیدار یا سپاہی' فوج کا ایک جعلی کیپٹن یا صوبیدار بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ ایک اسلامی حکومت میں ایک جھوٹا نبی اس کی امت اور ان کا تمام جھوٹ کا کاروبار قبول کر لیا جائے اور آزادی ضمیر کی بنا پر انہیں ملاوٹ اور جعل سازی کی کھلی چھٹی دے دی جائے! ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے گا۔

"حرف ناصحانہ" کے نامعلوم مولف نے پیش لفظ کے صفحہ ۴ پر رقم طراز ہیں۔

جماعت احمدیہ کے مقدس امام اور دیگر بزرگان کے خلاف ایسی زبان استعمال کی جا رہی ہے کہ اسے نقل کرنا بھی کسی شریف انسان کا قلم گوارا نہیں کرتا"۔

تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

الجواب: مثل مشہور ہے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"

کاش "نامعلوم مولف" نے علماء کی فحش کلامی کا کچھ نمونہ پیش کیا ہوتا تاکہ مرزا

غلام احمد قادیانی کی کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی مہذب و شستہ زبان کا اس سے موازنہ کیا جاتا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کی تہذیب و شرافت کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں جس سے قارئین کرام کو معلوم ہو گا کہ مرزا کے تیر و نشتر' سب و شتم اور فحش کلامی سے کوئی مسلمان حتی کہ صدر مملکت بھی محفوظ نہیں۔ دوسروں کو تہذیب و شرافت کا درس دینے والے ذرا پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ ملاحظہ ہو۔ عام مسلمانوں کے متعلق:------

۱- "تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبہ والمودہ وینتفع من معارفھا و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریہ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم لا یقبلون" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷'۵۴۸)

ترجمہ : میری کتاب کو ہر مسلمان محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ تعالی نے مہریں کر دیں ہیں وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

۲- ان العدی صاروا خنازیر الفلا ونساء ھم من دونھن الاکلب

(نجم الہدی ص ۵۳)

ترجمہ: میرے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

عالم اسلام کے کروڑوں' اربوں مسلمان ہیں جن میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور عمائدین سلطنت بھی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے صدر محترم چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر پاکستان جو حال ہی میں وضاحت کر چکے ہیں کہ وہ قادیانی نہیں اور قادیانیوں کو کافروں سے بھی بد تر سمجھتے ہیں اور ان کے والد مرحوم تمام عمر قادیانیوں کے مخالف رہے اور ان کے خلاف جہاد کرتے رہے' سب اس گالی کی زد میں ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے قادیانی بھی ایسے ہوں گے جن کے والد مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے ہوں گے اور ان کے مخالف

رہے ہوں گے تو وہ قادیانی مرزا صاحب کے بقول خنزیروں اور کتیوں کی اولاد ہیں۔

۳- علماء اسلام کے متعلق:

اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالا پیا وہی عوام کالانعام کو پلایا۔ (انجام آتھم ص ۲۱)

۴- مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹۳)

۵- سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو، اے اندھیرے کے کیڑو۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸۹)

۶- مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم اہل حدیث کے متعلق:

ابوجہل، کفن فروش، کتا، غدار وغیرہ

۷- مولانا علی الحائری مجتہد شیعہ کے متعلق:

جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا، دیو، کھوئی آنکھ والا، یک چشم، شیخ ضال۔

۸- مولانا سعد اللہ لدھیانوی نو مسلم مرحوم حنفی کے متعلق:

ہندو زادہ' کمبخت' بدبخت' دین فروش' شیطانی فطرت' کمینہ' فاسق' شیطان' ملعون' بے وقوفوں کا نطفہ' خبیث' مفسد' مزدور' منحوس' کنجری کا بیٹا۔

۹- پیر مہر علی شاہ گولڑوی مرحوم کے متعلق:

خبیث طبع' کذاب' دروغ گو' مزدور' خبیث بچھو کی طرح نیش زن' فرومایہ' کمینہ' گمراہی کے شیخ' دیو' بدبخت' میرے مقابل بیٹھ جاتے تا دروغ گو۔ بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت تو ایک ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔

۱۰- مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دیوبندی کے متعلق:

اندھا شیطان' گمراہ دیو' بدبخت' شقی' ملعون۔

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہ چند گالیاں پیش قارئین ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کی کتابیں: انجام آتھم' اعجاز احمدی' نزول مسیح' ضیاء الحق' حقیقت الوحی وغیرہ۔

چیلنج: ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑا بدزبان اور گالی دینے والا اگر ان کے علم میں کوئی اور شخص ہو تو پیش کریں۔ ہم فریقین کے مسلمہ کسی جج کے سامنے مرزا صاحب کی بدزبانیاں اور گالیاں اس کی کتابوں سے

پیش کریں گے اگر قادیانیوں کا پیش کردہ شخص بڑھ جائے تو ہم مبلغ ایک ہزار روپیہ اسی وقت نقد انعام پیش کریں گے۔

"اک حرف ناصحانہ" کے نامعلوم الاسم مولف نے مرزا قادیانی کے عقائد تحریر کرتے ہوئے ص ۱۹ پر مرزا قادیانی کی درج ذیل رباعی نقل کی ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ راہ نما یہی ہے

الجواب

مرزا قادیانی کی یہ رباعی اور دیگر تحریرات اس کے پہلے دور کی ہیں لیکن جب اس نے خود خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر اپنے مرتبہ اور شان کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچا اور افضل قرار دیا۔ اس پر بہت سے حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن خوف طوالت سے مرزا قادیانی کے ایک مرید جو ضلع گجرات گولیکی کا رہنے والا تھا۔ اس نے مرزا صاحب کی شان میں جو قصیدہ لکھ کر فریم کے ساتھ پیش کیا تھا اور مرزا صاحب نے اسے داد دی اور اس قصیدہ کو اپنی زندگی میں اپنے روزنامہ اخبار "بدر" مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء یعنی اپنی وفات سے تقریباً دو سال قبل (کیونکہ مرزا صاحب کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی ہے) شائع کرایا۔

اس قصیدہ سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں:

امام اپنا عزیزو اس زماں میں غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم مکاں اس کا ہے گویا لا مکاں میں
غلام احمد رسول اللہ برحق شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو کہ سب کچھ لکھ دیا راز نہاں میں
خدا سے تو، خدا تجھ سے ہے واللہ تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

(العیاذ باللہ)

اب کس چیز کی کمی باقی رہ گئی؟